Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr Shahla Bano

Dept of Urdu

Course:-BA part 2 Hons paper 3rd(2019-20)

Topic:- Abdul Raheem Tea stall ki kahani nigari

Scanned with CamSca

اس کہانی میں احمد یوسف نے ایک ہی خاندان کے تین مرد کردار کی زندگی کو کہانی کا روپ دیا ہے۔ اس کہانی کا سب سے متحرک کردار عبدالرحیم ہے۔ اُس کے بعد اُس کا بیٹا عبدالکریم نظر آتا ہے۔ اُس خاندان کا تیسرا کردار عبدالسلام ہے جو عبدالکریم کا بیٹا اور عبدالرحیم کا پوتا ہے۔ اس کہانی میں انسانی فطرت کے موروثی اثرات کی پوری جھلک پیش کی گئی ہے۔

عبدالرحیم، احمد یوسف کے گھر کا خادم ہے۔ وہ گھر کی صفائی اور دوسرے کاموں کے لئے ہمہ وقتی خدمت پر مامور ہے۔ احمد یوسف کے دادا جان کے لئے حقّہ وہی تیار کرتا ہے۔ دادا جان جب کچہری چلے جاتے ہیں تو شام تک وہ گھر میں بیکار رہتا ہے۔ گھر کے بچوں کے ساتھ ہم جولی بن کر کھیلنا، گپیں کرنا، اور پرانی فلموں اور ڈرامے کی کہانیاں سنانا اُس کا مشغلہ ہوتا ہے۔ بچوں کے لئے وہ گوشت پوست کا ایک کھلونا بن جاتا ہے۔ اُس کی زندگی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کودنے کی وجہ کر، سنجیدگی نہ تھی۔ وہ بے سبب زوردار قہقہے لگانے کا عادی تھا۔ ایک بُری لت اُس میں تھی کہ اکثر وہ تاڑی پی کر نشہ کی حالت میں مست ہو کر اونچی آواز میں گانے سناتا تھا۔

عبدالرحیم کا بیٹا، عبدالکریم جوان تھا۔ اُس کی شادی ہو چکی تھی۔ لیکن وہ کام نہیں کرتا ہے۔ دن بھر اِدھر اُدھر اوارہ گھومتا تھا۔ جوئے کھیلنا اُس کو پسند تھا۔ باپ کی طرح وہ ہم جولیوں کے ساتھ خوب خوب اٹھکھیلیاں کرتا تھا۔ بیڑی بنانے کا کام سیکھ چکا تھا۔ لیکن کبھی مستقل مزاجی کے ساتھ اُس نے کام نہیں کیا۔ کام کی مزدوری بھی گھر کے خرچ کے لئے نہیں دیتا تھا۔ عبدالرحیم اپنے بیٹے کی زندگی

Scanned with CamSca

سے بہت پریشان تھا۔ اُس کو یہ فکر تھی کہ گھر میں ایک نیک اور کم سخن بہو کی زندگی کیسے کٹے گی؟ عبدالکریم اب بچے کا باپ بھی بننے والا تھا۔ جب عبدالرحیم اپنے بیٹے کو لعنت و ملامت کرتا اور کام کرنے کی بات کہتا تو وہ مرد، باپ کے سامنے تو راضی ہو جاتا تھا۔ بیڑی کا کام چھوڑ کر، اُس نے رکشہ چلانا شروع کر دیا تھا۔ مزاج اور عادت بالکل اپنے باپ کی طرح پائی تھی۔ احساس ذمہ داری کا فقدان تھا۔ طبیعت بالکل آزاد تھی۔

عبدالرحیم بچوں کے کھلونے کی طرح تھے۔ ہر وقت بچے اُن کے ساتھ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ مکان کی چھت پر، بچوں کو کسی ڈرامے کی کہانی سنا رہے تھے۔ ڈرامے کی پوری کہانی اور مکالمہ اُن کو زبانی یاد تھی۔ مکالمہ سناتے وقت، وہ بیخودی اور سرود کے عالم میں مست تھے۔ کہانی کے دوران کودنے کا مکالمہ سناتے سناتے وہ خود چھت سے نیچے کود گئے۔ ان کی اس حرکت اور پاگل پن کی وجہ کر دادا جان نے نوکری سے نکال دیا۔ رسمی طور پر وہ گھر سے الگ الگ رہنے لگے۔ لیکن بچوں کے ساتھ اُن کا کھیلنا، کودنا بند نہ ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر دادا جان نے دوبارہ ملازمت دے دی۔

بچوں کی سفارش سے دادا جان نے عبدالکریم کو بھی رکشہ چلانے کے لئے ملازم رکھ لیا گیا۔ وہ روزانہ دادا جان کو کچہری تک رکشہ سے پہنچاتا تھا۔ عبدالرحیم نے دادا جان سے کہہ دیا تھا کہ، عبدالکریم کو اُس کی تنخواہ، اُس کے ہاتھ میں نہ دیا کریں وہ فضول خرچ ہے۔ گھر میں ایک پیسہ بھی نہیں دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالکریم نے رکشہ چلانے کی ملازمت چھوڑ دی۔

اب عبدالرحیم بھی اپنی قلیل آمدنی سے خوش نہ تھا وہ کچھ اور زیادہ کمانے کی دھن میں تھا۔ بالآخر اُس نے احمد یوسف اور اُن کے ساتھیوں کے سامنے یہ مسئلہ رکھا۔ ہمدرد بچوں نے دادا جان سے پھر شفارس کی۔ عبدالرحیم کے لئے ٹی اسٹال کھولنے کی تجویز اتفاق رائے سے منظور ہوگئی۔ عبدالرحیم نے ٹی اسٹال کھول کر، بڑی محنت و مستعدی سے کام شروع کیا۔ اُس کی ملنسار طبیعت، خوش مزاجی، اور شیریں کلامی کی وجہہ کر، لوگ چائے پینے کے لئے جوق در جوق آنے لگے۔ وہ ایک کامیاب دکاندار بن کر محلے میں ہر دل عزیز ہوگیا۔ لیکن اُس کا بیٹا، بدستور آوارہ گردی میں مبتلا رہا۔ وہ اب صاحبِ اولاد بھی ہو چکا تھا۔ دادا بننے کی خوشی میں عبدالرحیم نے لوگوں کو دعوت بھی دی تھی۔ اُس کی خواہش تھی کہ اُس کا بیٹا اُس کے کام میں ہاتھ بٹائے لیکن وہ ایسا نہیں کرتا تھا۔ اس لئے

Scanned with CamSca

عبدالرحیم، اپنے بیٹے کی طرف سے بالکل مایوس ہو چکا تھا۔ اسی مایوسی کی حالت میں وہ مرگیا۔ اُس کے جنازے کی تدفین میں باشندگان محلّہ شامل تھے۔ چند دن عبدالرحیم ٹی اسٹال، مرحوم کی یاد میں بند رہا۔ پھر عبدالکریم کی غیرت جاگ اُٹھی۔ وہ اپنے والد کا وارث بن کر، اپنی سعادتمندی دکھانے لگا۔ حسب دستور صبح سویرے دکانداری کے لئے حاضر ہوتا۔ اور وہ محنت سے اپنے فرائض انجام دیتا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ صبح کے وقت دکانداری شروع کرتے وقت عبدالرحیم مرحوم قوالی گاتے تھے اور عبدالکریم فلمی گانے سناتا تھا۔ اُس وقت گرام فون اور سامان موسیقی شاید دستیاب نہ تھی۔ عبدالرحیم کی طرح وہ بھی ٹی اسٹال کو کامیابی کے ساتھ چلا رہا تھا۔ اُس کا بیٹا عبدالسلام اب دس برس کا ہو چکا تھا۔ لیکن اپنے باپ کی طرح کھلاڑی اور جواڑی نکلا۔ پڑھنے لکھنے سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ دن بھر آوارہ گھومتا اور کھیلتا رہتا۔ اب وہی عبدالکریم اپنے بیٹے کو نالائق سمجھتا تھا۔ جبکہ وہ اپنے باپ کے نقشِ قدم پر سچا ثابت ہو رہا تھا۔

یہ کہانی احمد یوسف کی ایک عمدہ تخلیق ہے جس میں یہ ثابت کیا گیا کہ انسان کی کردار سازی میں ماحول اور موروثی اثرات عوامل بن کر سامنے آتے ہیں۔ انسان کی کوشش اور مالی معاونت سے زیادہ موروثی اثرات کا عمل ودخل ہوتا ہے۔

Scanned with CamSca